فکر و نظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ؟

محوِ حیرت، پریشان و مضطرب، اپنے گردوپیش کے واقعات پر نگاہیں دوڑاتے ہوئے فکرونظر کے تانے بانے سلجھانا چاہتا ہوں، لیکن کوئی سرا ہاتھ نہیں آتا ـــــ عالمِ اسلام پر ایسا وقت تو کبھی نہ آیا تھا ـــــ کہیں بے گور و کفن لاشیں ہیں تو کہیں مظلوموں کی چیخیں ـــــ اپنوں سے بے اعتنائی اور اغیار کی طرف اٹھے ہوئے ہاتھ، پھیلائی ہوئی جھولیاں ـــــ دوستوں سے سرد مہری اور دشمنوں سے دوستی کی پینگیں ـــــ ایک مسلمان جس سے زک اٹھاتا ہے، دوسرا مسلمان اسی کی گود میں گرا چاہتا ہے ـــــ مسلم اور ایک دوسرے کے خون کا پیاسا، مومن اور اپنے ہی بھائی کا گلا کاٹنے اور اس کی راہ مارنے کو دوڑے ـــــ یقین نہیں آتا، یہ وہی قوم ہے جس کے افراد دوسرے کے پاؤں میں کانٹے کی چبھن کو اپنے دل کی ٹیس محسوس کیا کرتے تھے ـــــ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو فرمایا تھا، مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا، لیکن پاکستان اپنے اُس دُشمن سے عدمِ جارحیت کے معاہدے کرنے پر تلا ہوا ہے جو اس پر دو بار حملہ آور ہو چکا، اس کا مشرقی بازو کاٹ چکا ہے اور آج بھی اس کی درجنوں ڈویژن فوجیں اس کی سرحدوں پر موجود آگ اور خون کی اُس دیوی کے اشارے کی منتظر ہیں جس کے پاس اپنے ملک کی سیاسی بے چینیوں کا واحد حل ہی یہ ہے کہ عوام کی توجہ دوسری طرف ہٹانے کے لیے پاکستان پر حملہ کر دے ـــــ آج سے اٹھارہ برس قبل جب پاکستان کی فوجوں نے رات کے اندھیرے میں چوروں کی طرح چھپ کر حملہ کرنے والے بھارتی مہاشوں کو انہی کی سرحدوں کے اندر دُور تک دھکیل دیا اور انہیں اپنے زخم چاٹنے پر مجبور کر دیا تھا، میں سوچا کرتا تھا کہ مستقبل قریب میں پاکستان اسلام کا ایک ناقابلِ تسخیر قلعہ ثابت ہوگا ـــــ لیکن اس کے پانچ

ہی سال بعد جب اس قلعہ کی نصف عمارتیں "وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا" کا منظر پیش کر رہی تھیں، اہلِ وطن کی آنکھوں میں آنسو تھے اور ان کے کان، اپنے نصف پاکستانی ریڈیو پر، شراب کے نشے میں دُھت، ٹوٹ ٹوٹ کر اُبھرنے والی ایک بِکھری بِکھری سی آواز سُن رہے تھے:

"مشرقی پاکستان والو، خاطر جمع رکھو، ہم آرہے ہیں!"

—— پھر اس کے بعد یہ آواز سنائی نہ دی —— ایک شرابی کی، مدہوشی سے قبل یہ آخری رسکاری تھی، اس کے بعد پورا آدھا ملک اس شرابی کی شراب میں بہہ نکلا تھا —— اس سیلاب میں بری طرح غوطے کھانے والوں کی آوازیں عرش کو تو ہلا گئیں، لیکن اپنے بھائیوں کو تڑپا نہ سکیں —— اور اگر کوئی مچلا بھی، کوئی دل دُکھا بھی، کوئی سینہ شق اور جگر چاک ہوا بھی تو اس کے لیے مرہم یہ تجویز کیا گیا کہ "بھول جاؤ اس بات کو کہ مشرقی پاکستان والے کبھی تمہارے بھائی تھے اور ان کے ملک کو تمہارے ملک سے کوئی نسبت تھی!" —— حالانکہ یہ اُسی کا پاکستان تھا، جس کی خاطر انہوں نے سینکڑوں جسمانی اور رُوحانی اذیتیں برداشت کی تھیں —— آہ! کہاں تاریخِ اسلام کا یہ روشن باب کہ مسلمان مکّہ سے، ہجرت کر کے مدینہ گئے تو چند ہی سال بعد انہوں نے مکّہ فتح کر لیا —— اور کہاں تاریخِ پاکستان کا یہ سیاہ ورق کہ ہندوستان سے پاکستان آنے والے، اپنی توانائیاں بحال کرنے کے بعد ہندوستان تو کیا فتح کرتے. اُلٹا پاکستان ہی فتح ہو گیا —— اور طرفہ تماشا یہ کہ وقت کا حاکم اپنے عوام کو سنگینوں کی نوک پر رکھ کر یہ مشورہ دے رہا تھا کہ "تسلیم کرو مشرقی پاکستان کبھی مشرقی پاکستان تھا، بنگلہ دیش تھا" —— چنانچہ ملک کے طول و عرض میں "بنگلہ دیش نامنظور" کا نعرہ لگانے والوں کو آنسو گیس کے گولے اور لاٹھی چارج کی سرسراہٹیں یہی پیغام دے رہی تھیں!

یہ وہ وقت تھا جب پاکستان میں "پاکستان زندہ باد" اور "قائد اعظم زندہ باد" کے نعرے بھی لگ رہے تھے، اور عوام کو یہ باور بھی کرایا جا رہا تھا کہ وہ لوگ بیوقوف تھے جنہوں نے پورے پاکستان کا نہ صرف مطالبہ کیا، بلکہ اس کے حصول کے لیے سر توڑ اور کامیاب کوششیں بھی کی تھیں —— اسی پہ بس نہیں، "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" کی بنیادوں پر قائم ہونے والے اس ملک میں اسلام کو سوشلزم کے بغیر بیکار قرار دیتے ہوئے "اسلامی سوشلزم" کے نعرے بھی لگے ——

اور سب یہ سمجھتے ہیں کہ اس کے بعد کے چند سالوں میں "فساد فی الارض" کے جو افسوس ناک واقعات رُونما ہوئے، پاکستان میں اسی نعرہ کی عملی تعبیر اور اس کا لازمی نتیجہ تھے!

—— لیکن پھر اچانک ہی، نہ جانے کس نے اس خاکستر میں سے کوئی چنگاری کرید نکالی جس نے رفتہ رفتہ ایک آتشیں الاؤ کی شکل اختیار کر کے ایک طرف اگر سوشلزم اور اس کے علمبرداروں کو بھسم کر دیا، تو دوسری طرف اسلام کی شمع کو فروزاں کرنے کے سامان بھی مہیا کر ڈالے —— اب ملک کے طول و عرض میں یہ آواز واضح طور پر سنائی دے رہی تھی:

"اسلام کا نعرہ ہر دور میں لگایا جاتا رہا ہے، لیکن اب وہ وقت آگیا ہے کہ اس ملک میں کتاب و سنت کی حکمرانی ہوگی!"

افسوس، اس آواز کو بلند ہوئے چھ سال گزر گئے، بازگشت اب بھی سنائی دیتی ہے، لیکن آج تک کتاب و سنت کی حکمرانی کہیں دکھائی نہیں دیتی —— ہاں یوں معلوم ہوتا ہے کہ پورا اسلام قبروں، عرسوں، میلوں، مزارات پر پھولوں کی چادروں، ڈھول ڈھمکوں، بھنگڑوں، قوالیوں، —— چوری، ڈاکے، قتل و خوں ریزی، بے پردگی، بے حیائی، عریانی، فحاشی، بہانے بہانے سے ننگی تصویروں —— اور رشوت و بد دیانتی کی گرم بازاری، البتہ زکوٰۃ و عشر کے گرد گھوم کر رہ گیا ہے —— پاکستان میں بے نمایا قبریں بھی پوجی جارہی ہیں اور اسلام بھی نافذ ہو رہا ہے! —— یہاں اسلامی اقدار اس قدر "راسخ" ہو چکی ہیں کہ اسلامی ہجری سال تو اہلِ پاکستان کے لیے ماتم کے پیغامات لاتا ہے، لیکن انگریزی سال خوشیوں اور مبارک باد کے پیغامات وصول کرتا ہے —— پھر بھی پاکستان میں عید میلاد النبی، شایانِ شان طریقہ سے منائی جاتی ہے!

—— اور اب کے تو سنا ہے، لاہور اور کراچی کے کلبوں میں نئے سال کی خوشی میں کیبل ڈانس ہوئے جس کی ایک ایک ٹکٹ کی قیمت بارہ سو روپے تھی، لیکن پچیس سو روپے میں بلیک ہوئی —— تاہم کچھ بیچارے رقص کے رسیا ٹکٹیں حاصل کرنے میں ناکام رہے اور محروم رہ گئے —— آہ! ان کی بیچارگی پر اقبال کی روح تڑپ اٹھی ہوگی جس نے کہا تھا ؎

آ تجھ کو بتاؤں میں تقدیرِ امم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل، طاؤس و رباب آخر!

قرآن فرماتا ہے "وَالْعَصْرِ o اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ!" ـــــ اور پاکستان کے اخبارات کہتے ہیں، "یہ دیکھو ۸۳ء کے آخری سورج ڈوبنے کا منظر، اب تمہیں نیا سال مبارک ہو!" ـــــ ستم بالائے ستم، جو چادر و چار دیواری کے تحفظ کا ارادہ لے کر نکلے تھے، وہ اب شناختی کارڈ پر عورتوں کی تصاویر لازمی قرار دے رہے ہیں، تاکہ جو عفت مآب گھروں میں با پردہ بیٹھی ہیں، ہوسناک نگاہوں کو ان کا بھی چہرہ کیوں نظر نہیں آتا؟ ـــــ جی ہاں کتاب اللہ نے ان کو یہی بتایا ہے کہ عورتوں کے چہرے غیر مرد بھی دیکھ سکیں ـــــ اور سنتِ رسول اللہ نے انہیں یہ تعلیم دی ہے کہ تصاویر، اور وہ بھی عورتوں کی، نہ صرف جائز ہیں، بلکہ نفاذِ اسلام کے لیے جمہوریت، اور جمہوریت کے لیے خشتِ اوّل کی حیثیت رکھتی ہیں، تاکہ انتخابات میں دھاندلی نہ ہو ـــــ دلیل یہ دی جا رہی ہے کہ "پھر حج کے لیے پاسپورٹوں پر تصاویر کیوں جائز ہیں؟" ـــــ حالانکہ اگر پاکستان میں اب تک سب کام جائز ہی ہو رہے ہیں تو پھر نئے سرے سے اسلام نافذ کرنے کی ضرورت کیوں پیش آ رہی ہے؟ ـــــ سنئے، اگر ختمِ نبوت پر ہمارا ایمان ہے، اسلام دینِ کامل اور سنّتِ رسول اللہ تاقیامت ہماری راہنما ہے۔ تو حج کے لیے فوٹو اور تصاویر کا استثنائی جواز سنّت کے ذخیرہ میں کہیں نظر نہیں آتا، ہاں یہ فرمانِ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ضرور پڑھنے کو ملتا ہے:

"اَشَدُّ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ!"

کہ "روزِ قیامت سب سے سخت عذاب تصویریں بنانے والوں کو ہوگا!"

الغرض، توقع یہ کی جا رہی تھی کہ پاکستان میں کتاب و سنّت کی حکمرانی ہوگی تو بازاروں میں بے پردہ اور بے مقصد گھومنے والیوں کو "وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی" کا قرآنی حکم سنا دیا جائے گا، مگر اس اسلام کا تو باوا آدم ہی نرالا نکلا کہ جو گھروں میں بیٹھی ہیں، وہ بھی باہر آ جائیں ـــــ اسلامی قانونِ شہادت کے خلاف بعض مغرب زدہ عورتوں کا مظاہرہ ہی کیا کم تھا کہ اب "اہلِ اسلام" کے گھروں سے "ایک ہی عورت کی گواہی کافی ہونے" کے فتوے منظرِ عام پر آنے لگے ہیں ـــــ اور اہلِ اسلام خود اگر ایک طرف ریڈیو، ٹیلیویژن پر نفاذِ اسلام کے پختہ دعوے کرتے اور یقین دلاتے سنائی دیتے ہیں تو دوسری طرف اخبارات میں چینی ثقافتی طائفہ کے ڈانس دیکھنے میں منہمک نظر آتے ہیں ـــــ رہے امراء و وزراء، تو وہ یا تو اسی ثقافتی طائفہ پر مشتمل لڑکیوں کے جھرمٹ میں گھرے ہوئے، یا کسی فلم کی رسم افتتاح کے موقع پر "فنکاروں" کے درمیان مسکراتے دکھائی دیتے ہیں! ـــــ روزنامہ "جنگ" کے مطابق ایک

ایسا ہی ثقافتی طائفہ پاکستان بھی برآمد کر رہا ہے، جو چین میں جا کر اسلامی غیرتوں کو للکارے گا اور اس کے علمبرداروں کی شرافتوں کا خون کرے گا ؂

محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی!

—— ان حالات میں کیا یہ خدشہ بے جا ہوگا کہ آدھا پاکستان تو شراب میں بہہ گیا تھا اور بقیہ آدھا حصہ طاؤس و رباب اور رقص و موسیقی کی شوریدہ سر لہروں کی لپیٹ میں آنے کے لیے بیتاب ہو رہا ہے؟ —— العیاذ باللہ! —— اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا!

حکومت کے ایوانوں سے ہٹ کر اگر ملت کے ہونہار سیاست دانوں کی طرف دیکھا جائے، تو ان کے پاس ان سوالات کا کوئی جواب نہیں ہے کہ انہوں نے آج تک اسلام کی کیا خدمت کی ہے؟ —— جمہوریت کے نعرے تو انہوں نے بے حد و حساب لگائے لیکن نفاذِ شریعت کے لیے انہوں نے آج تک کس قدر تجاویز پیش فرمائی ہیں؟ —— اذانیں تو بہت دیں، نمازیں کتنی پڑھی ہیں؟ —— عوام سے ووٹ تو کئی مرتبہ لے چکے، ان سے کیے گئے وعدے کتنی مرتبہ پورے کیے ہیں؟ —— اتحاد بن بن کر ٹوٹے اور ٹوٹ ٹوٹ کر بنے، یہ سارے جھمیلے آخر کس لیے ہیں؟ —— کرسی تو اس کو ملے گی جسے مالک الملک عطا فرمائیں گے، لیکن اپنی عاقبت کے سامان انہوں نے کس قدر فراہم کیے ہیں؟ —— کیا انہوں نے کبھی یہ سوچا کہ مستقبل کا مؤرخ ان کی اس سیاسی دھما چوکڑی کو کن الفاظ سے ذکر کرے گا؟ —— کیا اہالیانِ پاکستان کو ان سے یہ پوچھنے کا حق نہیں کہ جس ملک کے ایوانہائے اقتدار تک پہنچنے کے لیے تم اس قدر بے قرار ہو، اس کی سلامتی اور تحفظ کے لیے تم نے آج تک کیا کیا ہے؟ —— اس آخری سوال کا جواب دینے سے پہلے انہیں کئی مرتبہ یہ سوچ لینا چاہیئے کہ ان کی سیاسی زندگی کی تاریخ میں کتنی بیواؤں کے سہاگ، کتنی دوشیزاؤں کی عصمتیں، کتنی جوان بہنوں کے دوپٹے، کتنے معصوم بچوں کی سسکیاں، کتنی ماؤں کے کلیجے اور کتنے شہیدوں کی بے گور و کفن لاشیں بکھری پڑی ہیں؟ —— کسی کی جان گئی، آپ کی ادا ٹھہری! خدارا، اب تو یہ خونیں ڈرامے بند کر دو! —— تمہیں سیاست بھگارنے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں تو عوام الناس کا اس میں کیا قصور ہے —— کیا اس فارغ ہی فارغ وقت میں تم ان عوام الناس کی بھلائی کے لیے، ان کی اخروی فلاح کے لیے

کچھ نہیں سوچ سکتے، جن کو نہ جانے کتنی مرتبہ تم نے سبز باغ دکھلائے ہیں؟

الغرض، میرے سامنے وہ علماء بھی ہیں جو لوگوں کا مال ہڑپ کر جانے کو نت نئی بدعت ایجاد کرتے ہیں ــــ جنہوں نے مسلمان تو شاید کسی ایک کو بھی نہیں لیکن اپنی کافر گر مشینوں سے نہ جانے کتنوں کو کافر اور منافق بنا ڈالا ہوگا ــــ چنانچہ وہ ان لوگوں کی تعداد خود بھی نہیں جانتے ہوں گے جن کو انہوں نے اسی دنیا میں رہتے ہوئے جہنم میں پہنچا دیا ہے! ــــ رسول اللہ کے نام کا کھانے والے یہ وہ لوگ ہیں، جن کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک ایک سنّت سے بَیر اور آپؐ کا کوئی عمل بھی ان کی نظروں میں محبوب نہیں ہے، تاہم جہاں تک رسول اللہ پہ صدقے، واری اور قربان جانے کا تعلق ہے، کوئی بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا!

ان لوگوں کو یہ شعور ہی نہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علماء کو انبیاءؑ کا وارث بتلایا ہے ــــ اور چونکہ حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد تا قیامت کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا، اس لیے آپؐ کی تعلیمات کو لوگوں تک پہنچانے کی گرانبار ذمہ داری انہی لوگوں کے سر ہے، لیکن اب اس کا کیا کیا جائے کہ ہر بدعت کی راہ ہموار کرنے کے لیے لوگ انہی "علماء" کی حرکتوں سے سندِ جواز لاتے ہیں، جس کی بنا پر مخلص علماء دین بھی بدنام ہو کر رہ گئے ہیں ــــ نہ صرف ہر پھبتی، مذاق اور طعن و تشنیع کا ہدف ہیں، بلکہ معاشرہ میں نکّو بن کر منہ چھپاتے پھرتے ہیں ــــ ان حالات میں ان کی آواز پہ لبیک کہنے کو کون تیار ہوگا؟ ــــ

قوموں کی زندگی میں یہ وقت انتہائی نازک ہوتا ہے، ایک تو اس لیے کہ جب راہنما ہی لوگوں کی راہ مارنے لگیں تو خیر و فلاح کی توقع ممکن نہیں رہتی ــــ اور دوسرے اس لیے کہ اگر کچھ مخلص لوگ اصلاحِ احوال کے علمبردار بن کر میدان میں اترتے بھی ہیں، تو شرکی قوتوں کو ان کے راستے کا روڑا بننے میں ذرا بھی مشکل پیش نہیں آتی ــــ ان کے لیے صرف یہ کہہ دینا کافی ہوتا ہے کہ دوسروں کو تبلیغ کرنے والے، اپنے گریبانوں میں کیوں نہیں جھانکتے ہم ــــ ان چراغوں تلے تو خود اندھیرا ہے! ــــ نتیجہ طغیان، سرکشی، بغاوت اور عصیانِ خداوندی کی صورت میں نکلتا ہے۔ اور جس کی پاداش میں بالآخر پوری قوم صفحۂ ہستی سے مٹ جایا کرتی ہے ــــ ماضی میں کسی بھی قوم کے زوال اور تباہی و بربادی کی داستانیں ایسے ہی عنوانوں سے عبارت ہیں!

مختصراً اگر یہ لوگ اپنے منصب کو پہچانتے، تو آج ملک کے حالات یکسر مختلف ہوتے ـــــ لیکن آج اگر انہوں نے اس فریضہ سے آنکھیں بند کر لی ہیں، تو یہ اپنے کئے کی سزا خود ہی بھگت بھی رہے ہیں ـــــ اور آئندہ بھی قدرت ان کو مایوس نہیں کرے گی، نہ اس دنیا میں، نہ آخرت میں ـــــ "اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَیَّنُوْا فَاُولٰٓئِکَ اَتُوْبُ عَلَیْھِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ!"[1]

اور جب میں عوام کی طرف نگاہ اٹھاتا ہوں، تو ان کی ایک کثیر تعداد مجھے دن رات، چوبیس گھنٹے، آٹھوں پہر گانے سنتی نظر آتی ہے۔ چنانچہ اب یہ اسے عبادت سمجھنے لگے ہیں ـــــ سینما ہالوں میں، تھیٹروں میں، ڈراموں میں، اسٹیجوں کے سامنے، کھیل کے میدانوں میں ان کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ موجود ہوتے ہیں ـــــ لیکن مسجدیں؟

ع مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے!

شیطان نے ان کے اعمال کو ان کی نظروں میں اس قدر مزیّن کر ڈالا ہے کہ گناہ کے گناہ ہونے کا تصور ہی دھندلا کر رہ گیا ہے ـــــ شرک کے اڈے ان کے دم قدم سے آباد ہیں، بدعت کی رونقیں ان کی شمولیت سے عروج پاتی ہیں ـــــ سیاست دانوں کے پیر آلۂ کار، جھوٹے پیروں کے یہ مرید، حکام کا یہ کھلونا، علماء سُو کا یہ پیٹ بھرنے والے ـــــ ہر برائی کے گاہک، ہر نیکی سے گریزاں، ہر رہزنِ دین و ایمان کے عاشق، ہر کاروبار کے تاجر، ہر کھیل کے رسیا۔ ہر مداری کا جمگھٹا اور ہر تماشے کے تماشائی ـــــ نہ خدا ان کو یاد ہے، نہ خدا کا رسول ـــــ اور آخرت پرسے تو ان کا ایمان ہی اٹھ گیا ہے ـــــ "بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست" ان کی زندگی کا وہ پروگرام ہے، جسے مرتے دم تک یہ نباہنا چاہتے ہیں ـــــ اِلّا ماشاء اللہ!

تاہم یہ وہ طبقہ ہے جو کسی حد تک قابلِ رحم بھی ہے، اس لیے کہ ان کو راہنما ہی وہ ملے ہیں، جن کے بارے میں کسی عربی شاعر نے کہا ہے ؎

ھَلْ اَفْسَدَ الدِّیْنَ اِلَّا الْمُلُوْکُ　　وَاَحْبَارُ سُوْءٍ وَّرُھْبَانُھَا!

---

[1] ہاں مگر جن لوگوں نے توبہ کی، اپنی اصلاح کر لی اور (حق) بیان کیا تو میں (اللہ تعالیٰ) ایسے لوگوں کی توبہ قبول کر لیا کرتا ہوں، کیونکہ میں توبہ قبول کرنے والا مہربان ہوں! (البقرۃ: ۱۶۰)

کہ" دین کو نہیں بگاڑا مگر بادشاہوں، بُرے عالموں اور درویشوں نے !"

ان حالات میں وہ لوگ غنیمت نظر آتے تھے، جن کو "قَالَ اللّٰهُ وَقَالَ الرَّسُوْلُ" سے والہانہ لگاؤ ہے، جن کے اسٹیجوں سے ——— منبر و محراب سے اب بھی یہ آواز سنائی دیتی ہے:

"تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُولِهِ"

(رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، جن کو اگر تم نے مضبوطی سے تھامے رکھا تو کبھی گمراہ نہ ہو گے، ان میں سے ایک کتاب اللہ (ہے) اور دوسری اس کے رسول کی سنت:

——— اور یہ حقیقت بھی ہے، آج صرف پاکستان ہی نہیں، پورے عالم اسلام کے زوال کا باعث کتاب اللہ اور سنتِ رسولؐ سے دُوری ہے، جبکہ اس کی دنیاوی اور اخروی سعادتوں کا حصول بھی انہی کے تمسّک سے ممکن ہے ! ——— چنانچہ "قَالَ اللّٰهُ وَقَالَ الرَّسُوْلُ" کے آوازے بلند کرنے والوں نے یہ راز پا بھی لیا اور کتاب و سنّت کے نشان زدہ راستوں پر وہ نکل بھی کھڑے ہوئے، مگر افسوس کہ منزل تک پہنچنے سے پہلے ہی ان کا شیرازہ اس بُری طرح بکھرا ہے اور وہ اس طرح ٹُوٹ کر رہ گئے ہیں کہ کرچیاں بھی نظر نہیں آتیں ——— آہ! ان کے فکر و نظر کی بلندیوں نے انہیں آسمان کی بلندیوں سے آشنا کیا تھا، مگر ان کی سیاسی حماقتوں نے انہیں پاتال میں دھکیل دیا ہے ——— آج کہاں ہیں وہ "مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي" کا فخریہ ذکر کرنے والے ؟ ——— کہاں ہیں وہ "يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ" کا پرچار کرنے والے ؟ ——— کہاں ہیں وہ داعی الی الخیر ؟ ——— کہاں ہیں وہ "الْآمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ" ؟ ——— باطل کے لیے تیغِ بے نیام اور قاطعینِ شرک و بدعت !؟ ——— آج اگر ان کو تلاش کیا جا سکتا ہے تو امامانِ شرک و بدعت کے قدموں میں ——— یا اس کے نام لیواؤں کی بھیڑ میں جو حدیثِ رسول اللہ کا دشمن، علماء اسلام کو "مُلّا" کہہ کر پکارا کرتا اور ان کی ہر بات کی تردید کو اپنا اوّلین فریضہ خیال کیا کرتا تھا !

——— اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ !

انبیاء علیہم السلام کے علاوہ غلطیوں سے مبرّا کوئی انسان نہیں ——— یہ خاکسار بھی اک

بندۂ گنا ہگار، حقیر پُر تقصیر ہے، تاہم جو دوسروں سے مخاطب ہے، اطمینان رکھیے، اس نے اپنے آپ کو بھی نظر انداز نہیں کیا ــــ وہ اپنے شب و روز سے بخوبی آگاہ ہے ــــ لیکن اسے غلطی کہیے یا اور کوئی نام دیجئے، وہ اپنے سینے میں ایک ایسا دل رکھتا ہے جو ملتِ اسلامیہ کی بدحالی پر کڑھتا ہے تڑپتا ہے ــــ اس کے کانوں میں اللہ تعالیٰ کی یہ آواز گونجتی رہتی ہے:

"فَهَلْ يَنتَظِرُونَ إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِهِمْ"[1] (الآیۃ)

"تو کیا یہ لوگ اسی وقت کے انتظار میں ہیں، جیسا وقت ان سے پہلے لوگوں پر آیا تھا؟"

ــــ وہ یہ جانتا ہے کہ قدرت کسی قوم کی اجتماعی غلطیاں معاف نہیں کیا کرتی ــــ جو قوم خودکشی کا ارادہ کر لے، قدرت اس کے ہاتھ سے خنجر نہیں چھینا کرتی ــــ جس قوم کی بداعمالیاں اپنی انتہا کو پہنچ جائیں، وہ مٹ ہی جایا کرتی ہے ــــ یہی اللہ کا قانون ہے، یہی وہ سنّتُ اللہ ہے جس کے بارے میں خود اللہ رب العزت نے فرمایا:

"فَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۖ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا"[2]!

ــــ تاہم وہ ایک ایسے راز سے بھی واقف ہے، جو آج بھی گلستانِ اسلام کی خزاؤں کو بہاروں کا پیغام دے سکتا ہے ــــ اور یہ راز ہے، اللہ اور اس کے رسولؐ پر کامل ایمان ــــ تمسّک بالکتاب والسنۃ! ــــ پس اے حکامِ وقت، اے علماءِ اسلام، اے راہبرانِ راہِ سیاست، اے عوام النّاس اور اے "قال اللہ وقال الرسولؐ" کے علمبردارو، ابھی وقت ہے، ابھی پانی سر سے نہیں گزرا، اللہ رب العزّت کی بارگاہ میں اپنی گردنوں کو خم کر دو، اس کے رسولؐ کی سنّت پر عمل پیرا ہونے کا عہد کرو، اپنی غلطیوں پر ندامت کا اظہار کرو، آئندہ کی بھلائیوں کے لیے اس سے توفیق طلب کرو اور مستعد ہو جاؤ ــــ بخلوصِ نیّت ــــ بصمیمِ قلب! ــــ لیکن دیر نہ ہونی چاہیئے، ورنہ اندھیر ہو جائے گا:

کہیں دستِ ندامت اٹھتے اٹھتے ‌ ‌ ‌ ‌ درِ توبہ مقفل ہو نہ جائے!

گناہوں کی ہوائے تندہی میں ‌ ‌ ‌ ‌ چراغِ زیست عاجز بجھ نہ جائے!

ــــ (اکرام اللہ ساجد)

[1] پوری آیت یوں ہے: "فَهَلْ يَنتَظِرُونَ إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِهِمْ ۚ قُلْ فَانتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُنتَظِرِينَ" (یونس: ۱۰۲) [2] (فاطر: ۴۳)